غزلیں

رضا امروہوی

○

دل سے نکلے ہے داستاں شاید
ایک اِک حرف ہے زباں شاید

مجھ کو پہنچا دے میری منزل تک
جذبۂ شوق کامراں شاید

ہم زمیں پر ہیں صرف اِک مخلوق
آسماں پر ہے آسماں شاید

اُن کے چہرے کی ایک ایک لکیر
شیشہ گر کی ہے اِک دکاں شاید

بھول کر بھی تو خط نہیں لکھتے
ہوگئے ہیں وہ بدگماں شاید

دل سمجھتے ہیں جس کو اہلِ عشق
اِک شکستہ سا ہے مکاں شاید

کچھ حجابات رہ گئے باقی
آپ کے میرے درمیاں شاید

ہر جگہ ہے رضاؔ وہی موجود
میں جہاں ہوں، نہیں وہاں شاید

C-4، گلی نمبر 12، ششی گارڈن، دہلی۔ 110091

ڈاکٹر ظفر مرادآبادی

○

اس قدر ٹوٹ چکا ضبط، ہنر کے پیچھے
منتظر اب ہے لہو، دیدۂ تر کے پیچھے

کس نے دیکھا ہے کہ تاریک سفر کے پیچھے
ہے کوئی اور بھی در، موت کے در کے پیچھے

جس اُجالے سے، نظر آتی تھی روشن دنیا
دھوپ وہ چھپ گئی صرف ایک شجر کے پیچھے

اب کسی سمت کا منظر نہیں، مجھ سے اوجھل
کھول دیں وقت نے آنکھیں مرے سر کے پیچھے

کوئی آسان نہیں اب تری منزل کا خیال
ہے تھکن لپٹی ہوئی، عزمِ سفر کے پیچھے

خوش گمانی نے کیا غسل، لہو میں اپنے
جب سیہ رات اُگی، خواب سحر کے پیچھے

وہ اکیلا ہے، محافظ نہیں اس کا کوئی
ہیں سبھی سنگ بدست آئنہ گر کے پیچھے

اُن کی تفصیل ملے، اتنی کہاں عمر دراز
جتنے طوفان ہیں، ہر دیدۂ تر کے پیچھے

جگمگاتے تھے محبت کے اُجالوں سے ظفرؔ
جو ہیں موجود کھنڈر، اب مرے گھر کے پیچھے!!

F.F 1889، گلی کوہلیان، سوئی والان، نئی دہلی۔ 110002